سورۃ الممتحنہ

ایاتہا ۱۳ ۶۰ سورۃ الممتحنۃ مدنیۃ ۹۱ رکوعاتہا ۲

تمام کے قول کے مطابق یہ سورت مدنی ہے، اس کی تیرہ آیات ہیں۔

الممتحنہ حاء کے کسرہ کے ساتھ امتحان لینے والی۔ فعل کو مجازاً اس کی طرف منسوب کیا جس طرح سورۂ براءت کو مبشرہ اور فاصحہ نام دیا گیا کیونکہ اس نے منافقوں کے عیوب کو ظاہر کر دیا۔ جس نے اس سورت کے بارے میں الممتحنہ کہا تو اس نے اسے اس عورت کی طرف مضاف کیا جس کے بارے میں یہ سورت نازل ہوئی۔ وہ ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط تھی۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَامْتَحِنُوْهُنَّ ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ۔ یہ حضرت عبد الرحمن بن عوف کی بیوی تھیں ان کے بطن سے ان کے بیٹے ابراہیم پیدا ہوئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ

وَ قَدْ كَفَرُوْا بِمَا جَآءَكُمْ مِّنَ الْحَقِّ ۚ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا

بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ ۭ اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ ۤ تُسِرُّوْنَ

اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ ۤ وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَيْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ ۭ وَ مَنْ يَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ فَقَدْ

ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ①

"اے ایمان والو! نہ بناؤ میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو اپنے (جگری) دوست تم تو اظہار محبت کرتے ہو ان سے حالانکہ وہ انکار کرتے ہیں (اس دین) حق کا جو تمہارے پاس آیا ہے، انہوں نے نکالا ہے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور تمہیں بھی (مکہ سے) محض اس لیے کہ تم ایمان لائے ہو اللہ پر جو تمہارا پروردگار ہے، اگر تم جہاد کرنے نکلے ہو میری راہ میں اور میری رضاجوئی کے لیے (تو انہیں دوست مت بناؤ) تم بڑی رازداری سے ان کی طرف محبت کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ میں جانتا ہوں جو تم نے چھپا رکھا ہے، اور جو تم نے ظاہر کیا ہے اور جو ایسا کرے تم میں سے تو وہ بھٹک گیا راہ راست سے"۔

اتخذ دو مفعولوں کی طرف متعدی ہے۔ وہ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ ہے عدو یہ عدا سے فعول کا وزن ہے جس طرح عفو، عفا سے ہے کیونکہ اس کا وزن مصدر کا ہے اس طرح یہ جمع پر اس طرح صادق آتا ہے جس طرح واحد پر صادق آتا ہے۔

اس آیت میں سات مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر 1۔ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ ائمہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ الفاظ امام مسلم کے ہیں (1)۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے، حضرت زبیر اور حضرت مقداد کو بھیجا۔ فرمایا: ”روضہ خاخ (جگہ کا نام) جاؤ وہاں ایک ہودج میں عورت ہوگی اس کے پاس خط ہے وہ خط اس سے لے لو“۔ ہم چلے ہمارے گھوڑے ہمیں لے کر دوڑ رہے تھے تو اچانک ہم اس عورت تک جا پہنچتے ہیں ہم نے کہا: خط نکال دو۔ اس نے کہا: میرے پاس تو کوئی خط نہیں۔ ہم نے کہا: خط نکال دو یا تو اپنے کپڑے اتارے گی۔ اس نے اپنے جوڑے سے وہ خط نکال دیا۔ ہم وہ خط رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں لے آئے، تو اس میں یہ تھا۔ ”حاطب بن ابی بلتعہ کی جانب سے اہل مکہ کے مشرکوں کی جانب“۔ وہ انہیں رسول اللہ ﷺ کے ارادہ کے بارے میں آگاہ کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اے حاطب! یہ کیا ہے؟“ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر جلدی نہ کیجئے۔ میں ایسا شخص ہوں جو قریش کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا ہے۔ سفیان نے کہا: وہ ان کے حلیف تھے وہ قریش کے خاندان میں سے نہ تھے۔ آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں وہاں ان کے رشتہ دار ہیں جو ان کے اہل کی حفاظت کرتے ہیں جب کہ میرا وہاں کوئی رشتہ نہیں تو میں نے یہ پسند کیا کہ میں ان میں ایک ایسا احسان کروں جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں۔ میں نے یہ عمل کفر یا دین سے ارتداد اختیار کرتے ہوئے نہیں کیا اور نہ ہی اسلام کے بعد کفر کو پسند کرنے کی وجہ سے کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اس نے سچ کہا ہے“۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے اجازت دیجئے میں اس منافق کی گردن اڑا دوں۔ فرمایا: ”یہ غزوہ بدر میں شامل ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے اعمال پر مطلع تھا اسی لیے ارشاد فرمایا: جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے“۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا: یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: وہ عورت سارہ تھی جو قریش کے غلاموں میں سے تھی (2)۔ خط میں یہ تھا أما بعد فإنّ رسول الله ﷺ قد توجه إليكم بجيش كالليل يسير كالسيل وأقسم بالله لو لم يسر إليكم إلا وحده لأظفره الله بكم وأنجز له موعده فيكم فإنّ الله وليّه وناصره۔

اما بعد رسول اللہ ﷺ ایک ایسے لشکر کے ساتھ روانہ ہونے والے ہیں جو رات کی مانند ہے۔ سیلاب کی طرح چلے گا۔ میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں اگر آپ صرف اکیلے ہی تمہاری طرف چلیں تو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تم پر کامیابی عطا فرمائے گا وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا بے شک اللہ تعالیٰ اس کا حامی اور مددگار ہے؛ یہ بعض مفسرین نے ذکر کیا ہے۔

قشیری اور ثعلبی نے یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ یمن کے باشندے تھے ان کا مکہ مکرمہ میں بنی اسد بن عبد العزی جو حضرت زبیر بن عوام کا خاندان تھا سے معاہدہ تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: وہ حضرت زبیر بن عوام کے حلیف تھے۔ مکہ مکرمہ سے ابو عمرو بن صیفی بن ہشام بن عبد مناف کی لونڈی سارہ مدینہ طیبہ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی جبکہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے لیے لشکر کی تیاری میں مصروف تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ حدیبیہ کا سال تھا۔ رسول اللہ ﷺ

1۔ صحیح مسلم، فضائل الصحابہ، جلد 2، صفحہ 302

2۔ تفسیر ماوردی، جلد 5، صفحہ 517

نے ارشاد فرمایا: ''اے سارہ کیا تو ہجرت کر کے آئی ہے؟'' اس نے عرض کی: نہیں۔ پوچھا: ''کیا تو مسلمان ہو کر آئی ہے؟'' اس نے عرض کی: نہیں۔ پوچھا: ''کس وجہ سے آئی ہو؟'' اس نے عرض کی: آپ لوگ ہی میرے اہل، آقا، اصل اور خاندان تھے سب آقا تو چلے گئے یعنی غزوہ بدر میں قتل ہو گئے۔ میں سخت مصیبت کا شکار ہو گئی میں آپ لوگوں کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوئی ہوں تا کہ تم مجھے مال اور لباس دو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اہل مکہ کے جوانوں کا تیرے ساتھ کیا سلوک ہے؟'' وہ لونڈی مغنیہ تھی۔ اس نے عرض کی: واقعہ غزوہ بدر کے بعد مجھ سے کسی نے گانے کا کوئی مطالبہ نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی عبد المطلب اور بنی مطلب کو رغبت دلائی کہ وہ اسے مال عطا کریں۔ انہوں نے اسے مال عطا کیا، لباس دیا اور اسے سواری دی اور وہ مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اس کے پاس آئے فرمایا: میں تجھے دس دینار اور دھاری دار چادریں دوں گا مگر شرط یہ ہے کہ تو میرا یہ خط اہل مکہ تک پہنچا دے۔ خط میں یہ تحریر تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارا ارادہ رکھتے ہیں اس لیے محتاط رہو۔ سارہ لونڈی وہاں سے نکلی تو حضرت جبریل امین حاضر ہو گئے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بارے میں آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت ابو مرثد غنوی کو بھیجا۔ ایک روایت میں ہے: حضرت علی اور حضرت عمار بن یاسر کو بھیجا۔ ایک روایت میں ہے: حضرت علی، حضرت عمار، حضرت عمر، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت مقداد اور حضرت ابو مرثد کو بھیجا۔ یہ سب شاہسوار تھے۔ انہیں فرمایا: ''تم چلو یہاں تک کہ تم روضہ خاخ پہنچو گے۔ وہاں ہودج میں ایک عورت ہوگی اس کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کا مشرکوں کے نام خط ہوگا، وہ اس سے لے لینا اور اسے چھوڑ دینا۔ اگر وہ خط تمہیں نہ دے تو اسے قتل کر دینا''۔ ان صحابہ نے اسے وہاں ہی پایا۔ صحابہ نے پوچھا: خط کہاں ہے؟ اس نے قسم اٹھا دی اس کے پاس کوئی خط نہیں۔ صحابہ نے اس کے سامان میں خط کو تلاش کیا خط اس میں نہ ملا۔ صحابہ نے واپس لوٹنے کا ارادہ کر لیا۔ حضرت علی شیر خدا نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی ہم نے آپ کو جھٹلایا ہے۔ اور اپنی تلوار سونت لی۔ فرمایا: خط نکال دو بصورت دیگر میں تیرے کپڑے اتار دوں گا اور تیری گردن اتار دوں گا۔ جب اس نے آپ کے پختہ ارادہ کو دیکھا تو خط اپنی مینڈھیوں سے نکال دیا۔ ایک روایت میں ہے: جہاں تہہ بند باندھا جاتا ہے وہاں سے نکال دیا۔ انہوں نے اسے جانے دیا اور خط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لے آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب کو بلا بھیجا پوچھا: ''کیا تو یہ خط پہچانتا ہے''۔ عرض کی: جی ہاں۔ پھر تمام واقعہ بیان کیا۔ روایت بیان کی جاتی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام لوگوں کو امان دے دی مگر چار افراد کو امان نہ دی یہ سارہ لونڈی ان میں سے ایک تھی۔

مسئلہ نمبر 2۔ یہ سورت کفار کے ساتھ دوستی سے نہی میں اصل ہے۔ یہ بحث کئی مواقع پر گزر چکی ہے جیسے لَا یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ (آل عمران: 28) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ (آل عمران: 118) یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ (المائدہ: 51) اس جیسی کثیر آیات ہیں۔
حضرت حاطب بن بلتعہ کو جب مومن ہونے کی حیثیت میں خطاب کیا گیا تو ان پر غشی طاری ہو گئی۔

مسئلہ نمبر 3۔ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ تم ظاہر سے ان کی طرف محبت کا اظہار کرتے ہو(1) کیونکہ حضرت حاطب کا دل اس سے محفوظ تھا اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا: أمّا صاحبكم فقد صدق جہاں تک تمہارے ساتھی کا تعلق ہے تو اس نے سچ کہا ہے۔ یہ ارشاد اس کے دل کی سلامتی اور اعتقاد کے درست ہونے پر نص ہے۔ بِالْمَوَدَّةِ میں باء زائدہ ہے جس طرح تو کہتا ہے: قرأت السورة، قرأت بالسورة۔ رميت إليه مافى نفسى رميت إليه بمافى نفسى یہ بھی جائز ہے کہ باء زائدہ نہ ہو اس صورت میں تُلْقُوْنَ کا مفعول محذوف ہوگا۔ اس کا معنی ہوگا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خبریں ان کو پہنچاتے ہو کیونکہ تمہارے اور ان کے درمیان محبت موجود ہے(2)؛ اسی طرح تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ میں باء سببیہ ہے۔ فراء نے کہا: تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ میں باء اولیاء سے متعلق ہے اور مودة پر باء داخل کرنا اور داخل نہ کرنا برابر ہے۔ یہ بھی جائز ہے یہ لَا تَتَّخِذُوْا کے ساتھ متعلق ہو اور حال ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ اس کا تعلق اولیاء کے ساتھ ہو اور یہ صفت ہو۔ یہ بھی جائز ہے کہ یہ جملہ مستانفہ ہو۔ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ تم مسلمانوں کے راز انہیں بتاتے ہو اور ان کے مخلص بنتے ہو؛ یہ زجاج کا قول ہے۔

مسئلہ نمبر 4۔ جو مسلمانوں کے رازوں پر آگاہ ہو اور ان کی خبریں دشمنوں کو بتائے اگر اس کا فعل دنیوی غرض کے لیے ہو تو اس وجہ سے وہ کافر نہیں ہوگا جبکہ اس کا اعتقاد صحیح ہو جس طرح حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ نے ان پر احسان کے رادہ سے ایسا کیا اور دین سے ارتداد کی خاطر ایسا نہیں کیا۔

مسئلہ نمبر 5۔ جب ہم نے یہ کہا کہ وہ اس کی وجہ سے کافر نہیں، کیا وہ اس جرم کی وجہ سے حد اً قتل کیا جائے گا یا نہیں؟ علماء نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ امام مالک، ابن قاسم اور اشہب نے کہا: امام اس میں اجتہاد کرے گا۔ عبد الملک نے کہا: اگر اس کی یہ عادت ہو تو اسے قتل کیا جائے گا کیونکہ وہ جاسوس ہے۔ امام مالک جاسوس کو قتل کرنے کا حکم دیتے ہیں۔ یہ قول صحیح ہے کیونکہ اس نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا ہے اور اس کی کاوش سے زمین میں فساد برپا ہوا ہے۔ ابن ماجشون نے اس میں تکرار کو بنیاد بنایا ہے کیونکہ حضرت حاطب تو پہلی دفعہ ہی پکڑے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

مسئلہ نمبر 6۔ اگر جاسوس کافر ہو تو اوزاعی نے کہا: اس کو قتل اس لیے کیا جائے گا کیونکہ اس نے اپنے عہد کو توڑا ہے۔ اصبغ نے کہا: حربی جاسوس قتل کیا جائے گا۔ جاسوس مسلمان ہو یا ذمی ہو انہیں سزا دی جائے گی مگر جب وہ اسلام کے خلاف کام کریں تو انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں مشرکوں کا ایک جاسوس پیش کیا گیا جس کا نام فرات بن حیان تھا(3)۔ اسے قتل کرنے کا حکم دیا گیا وہ چلایا اے جماعت انصار! مجھے قتل کیا جائے گا جبکہ میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دیتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں حکم دیا تو اسے چھوڑ دیا گیا پھر فرمایا: "تم میں سے جسے میں اس کے ایمان کے سپرد کرتا ہوں۔ ان میں سے

1۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1783
2۔ تفسیر کشاف، جلد 4، صفحہ 512
3۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1784

ایک فرات بن حیان ہے''(1)۔ وَ قَدْ كَفَرُوْا حال ہے یا تو لَا تَتَّخِذُوْا کی ضمیر سے یا تُلْقُوْنَ کی ضمیر سے یعنی تم ان سے دوستی اختیار نہ کرو اور تم ان سے محبت نہ کرو جبکہ اس کی یہ حالت ہو۔ جحدری نے یہ کہا: بِمَا جَآءَ كُمْ کا معنی ہے انہوں نے کفر کیا کیونکہ تمہارے پاس حق آیا۔

مسئلہ نمبر 7۔ يُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ یہ نئی کلام ہے جو ان کے کفر اور سرکشی کی تفسیر بیان کرتی ہے یا یہ کفروا سے حال ہے۔ وَ اِيَّاكُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّكُمْ یہ يُخْرِجُوْنَ کی علت ہے معنی ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تمہیں مکہ مکرمہ سے نکالتے ہیں کیونکہ تم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے ہو یعنی تمہارے ایمان لانے کی وجہ سے وہ ایسا کرتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: حضرت حاطب بھی ان صحابہ میں سے تھے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے نکالا گیا تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: کلام میں تقدیم و تاخیر ہے(2) تقدیر کلام یوں ہے۔ لاتتخذوا عدوی وعدوکم أولیاء إن کنتم خرجتم مجاهدین فی سبیلی۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: کلام میں حذف ہے معنی ہے اگر تم میری راہ میں جہاد اور میری رضا حاصل کرنے کے لیے نکلے ہو تو ان کی طرف محبت کا پیغام نہ بھیجو۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: اِنْ كُنْتُمْ خَرَجْتُمْ جِهَادًا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِيْ شرط ہے اور اس کا جواب مقدم ہے(3)۔ معنی ہے اگر تم میرے راستہ میں جہاد کے لیے نکلے ہو تو میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔ جہاد اور ابتغاء مفعول لہ ہونے کی حیثیت میں منصوب ہے۔

تُسِرُّوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ یہ تُلْقُوْنَ کا بدل ہے اور اس کی وضاحت کر رہا ہے۔ افعال، افعال سے بدل ہو سکتے ہیں۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ﴿۶۸﴾ يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ (الفرقان)

سیبویہ نے یہ شعر پڑھا ہے:

مَتَى تَأْتِنَا تُلْمِم بنا فی دیارنا تَجِدْ حَطَبًا جَزْلًا و نارًا تأجّجا

جب تم ہمارے پاس آؤ گے ہمارے گھروں میں پڑاؤ ڈالو گے تو تم بڑا ایندھن اور سرکش آگ دیکھو گے۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: تقدیر کلام یوں ہے أنتم تسرون إلیهم بالمودۃ تو یہ جملہ مستانفہ ہے۔ یہ سب حضرت حاطب بن بلتعہ رضی اللہ عنہ کو عتاب ہے۔ یہ عتاب حضرت حاطب کے فضل، کرامت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخلص ہونے اور ان کے ایمان کے صدق پر دال ہے کیونکہ عتاب صرف محب کا حبیب کے لیے ہوتا ہے جس طرح شاعر نے کہا:

أعاتب ذا المودّة من صدیق إذا ما رابنی منه اجتناب

إذا ذهب العِتاب فلیس وُدٌّ ویبقى الودّ مابقی العتاب

1۔ احکام القرآن لابن العربی۔ سنن ابی داود، کتاب الجهاد، باب فی الجاسوس الذمی، حدیث نمبر 2280، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

2۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 36 3۔ معالم التنزیل، جلد 5، صفحہ 361

میں محبت والے دوست کو عتاب کرتا ہوں۔ جب اس کی طرف سے اجتناب مجھے شک میں ڈالتا ہے۔ جب عتاب چلا جائے تو کوئی محبت نہیں اور جب تک عتاب باقی رہے تو محبت باقی رہتی ہے۔ بِالْمَوَدَّةِ کا معنی ہے انہیں خط لکھنے میں اخلاص کا مظاہرہ کر رہے ہیں جس طرح ہم نے ذکر کیا باء زائدہ ہے یا ثابت ہے زائدہ نہیں۔

وَ اَنَا اَعْلَمُ بِمَاۤ اَخْفَیْتُمْ وَ مَاۤ اَعْلَنْتُمْ جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو اسے میں جانتا ہوں۔ بما میں باء زائدہ ہے یہ جملہ کہا جاتا ہے: علمت کذا و علمت بکذا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: میں تم سے ہر ایک فرد کی ہر اس بات کو جانتا ہوں جو تم چھپاتے ہو یا جو تم ظاہر کرتے ہو۔ تو من کل احد محذوف ہے جس طرح یہ جملہ بولا جاتا ہے: فلان أعلم و أفضل من غیرہ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: جو تم اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے ہو اور جو تم اپنی زبانوں سے اقرار توحید کو ظاہر کرتے ہو سب جانتا ہوں۔ وَ مَنْ یَّفْعَلْهُ مِنْكُمْ جو ان کی طرف رازداری سے پیغام بھیجتا ہے اور تم میں سے جو انہیں خط لکھتا ہے۔ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِیْلِ وہ راہ راست سے بھٹک گیا۔

اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ یَكُوْنُوْا لَكُمْ اَعْدَآءً وَّ یَبْسُطُوْۤا اِلَیْكُمْ اَیْدِیَهُمْ وَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالسُّوْٓءِ وَ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَؕ ②

"اگر وہ تم پر قابو پالیں تو وہ تمہارے دشمن ہوں گے اور بڑھائیں گے تمہاری طرف اپنے ہاتھ اور اپنی زبانیں برائی کے ساتھ وہ تو چاہتے ہیں کہ تم (ان کی طرح) کافر بن جاؤ"۔

اِنْ یَّثْقَفُوْكُمْ اگر وہ تمہیں ملیں اور تمہیں اچانک پالیں۔ اس سے ثاقفہ ہے جس کا معنی ہے تلوار چلانے وغیرہ کے لیے موقع کی تلاش کرنا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: وہ تم پر کامیابی حاصل کریں (1) اور تم پر قدرت حاصل کریں اَیْدِیَهُمْ وار کرنے اور قتل کرنے اور اَلْسِنَتَهُمْ گالی گلوچ کرنے کے لیے آگے بڑھیں۔ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ وہ خواہش کرتے ہیں کہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کر دو پس تم ان کے ساتھ اخلاص کا مظاہرہ نہ کرو وہ تم سے مخلص نہیں۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ وَ لَاۤ اَوْلَادُكُمْ ۚۛ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚۛ یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ③

"نہ نفع پہنچائیں گے تمہیں تمہارے رشتہ دار اور نہ تمہاری اولاد روز قیامت اللہ تعالیٰ جدائی ڈال دے گا تمہارے درمیان اور اللہ تعالیٰ جو تم کر رہے ہو خوب دیکھنے والا ہے"۔

لَنْ تَنْفَعَكُمْ اَرْحَامُكُمْ جب حضرت حاطب نے معذرت پیش کی کہ ان کی قریش مکہ کے ہاں اولاد اور رشتہ دار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ اہل اور اولاد قیامت کے روز کچھ نفع نہ دیں گے اگر اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی۔

یَفْصِلُ بَیْنَكُمْ وہ مومنوں کو جنت میں اور کافروں کو آگ میں داخل فرمائے گا۔ یَفْصِلُ میں سات قرائتیں ہیں۔ عاصم

1۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 36

نے یَفْصِل قراءت کی ہے۔ حمزہ اور کسائی نے اسے یُفَصِّل پڑھا ہے۔ طلحہ اور نخعی نے نُفَصِّل قراءت کی ہے۔ علقمہ سے نَفْصِل مروی ہے۔ قتادہ اور ابوحیوہ نے یُفْصِل قراءت کی ہے۔ یہ افصل سے مضارع کا صیغہ ہے۔ باقی قراء نے یُفْصَلُ قراءت کی ہے؛ ابوعبیدہ نے اسے ہی پسند کیا ہے۔ جس نے اسے تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے وہ ان آیات کی وجہ سے قراءت کرتے ہیں۔ وَهُوَ خَيْرُ الْفٰصِلِيْنَ۝ (الانعام) اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ (الدخان:40) جس نے اسے مشدد پڑھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ اس فعل میں زیادہ واضح ہے جو کثیر، مکرر اور متعدد ہے۔ جس نے اسے مجہول کا صیغہ پڑھا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ فاعل معروف ومشہور ہے۔ اور جو اسے معروف کا صیغہ پڑھتا ہے تو وہ ضمیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹاتا ہے۔ جو اسے جمع متکلم کا صیغہ پڑھتا ہے تو وہ تعظیم کی بنا پر ایسا کرتا ہے۔

وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ۝ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۫ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗۤ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ وَمَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ رَبَّنَا عَلَيْكَ تَوَكَّلْنَا وَاِلَيْكَ اَنَبْنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ۝ رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَاغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ۝

"بے شک تمہارے لیے خوبصورت نمونہ ہے ابراہیم اور ان کے ساتھیوں (کی زندگی) میں جب انہوں نے (برملا) کہہ دیا اپنی قوم سے کہ ہم بیزار ہیں تم سے اور ان معبودوں سے جن کی تم پوجا کرتے ہو اللہ کے سوا ہم تمہارا انکار کرتے ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت اور بغض پیدا ہو گیا ہے یہاں تک کہ تم ایمان لاؤ ایک اللہ پر مگر ابراہیم کا اپنے باپ سے یہ کہنا اس سے مستثنیٰ ہے کہ میں ضرور مغفرت طلب کروں گا تمہارے لیے اور میں مالک نہیں ہوں تمہارے لیے اللہ کے سامنے کسی نفع کا۔ (پھر کہا) اے ہمارے رب! ہم نے تجھی پر بھروسہ کیا اور تیری طرف ہی رجوع کیا اور تیری طرف ہی ہمیں پلٹ کر آنا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں نہ بنا دے فتنہ کافروں کے لیے اور ہمیں بخش دے اے ہمارے رب! بے شک تو ہی عزت والا (اور) حکمت والا ہے"۔

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ جب اللہ تعالیٰ نے کفار کے ساتھ دوستی سے منع کیا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ ذکر کیا۔ آپ کی سیرت میں یہ بات تھی کہ آپ نے کفار سے براءت کا اظہار کیا۔ یعنی تم آپ کی اقتداء کرو مگر جو آپ نے اپنے اب آزر کے لیے استغفار کی اس میں اقتدا نہ کرو۔ اُسوۃ اور اِسوۃ اسے کہتے ہیں جس کی اقتدا کی جائے۔

جس طرح قِدْوَہ اور قُدْوَہ ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: ھو اسوتک یعنی وہ تیری اور تو اس کی مثل ہے۔ عاصم نے اسے أُسْوَۃ پڑھا ہے دو لغتیں ہیں۔

وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ یعنی مومنین میں سے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صحابہ تھے۔ ابن زید نے کہا: مراد انبیاء ہیں(1)۔

اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَ مِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قوم سے مراد کفار ہیں۔ ما سے مراد بت ہیں براء یہ بری کی جمع ہے جس طرح شریك کی جمع شرکاء، ظریف کی جمع ظرفاء عام قراءت فعلاء کے وزن پر ہے۔

عیسیٰ بن عمر اور ابن ابی اسحاق نے براء قراءت کی ہے یہ فعال کا وزن ہے؛ جس طرح قصیر کی جمع قصار، طویل کی جمع طوال، ظریف کی جمع ظراف ہمزہ کو ترک کرنا بھی جائز ہے۔ یہاں تک کہ تو پڑھے گا براً اور تنوین دے گا۔ اسے براء مصدر کی صورت میں صفت پر بھی پڑھا گیا ہے اسے براء کسرہ کو ضمہ سے بدل کر کے بھی پڑھا گیا ہے جس طرح رخال اور رباب ہے۔

یہ آیت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے افعال میں اقتدا کے بارے میں نص ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہم سے قبل کی شریعتیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے خبر دی ہے۔ وہ ہمارے لیے بھی شرعی احکام ہیں۔

كَفَرْنَا بِكُمْ یعنی جن بتوں پر تم ایمان لائے ہو ہم اس مسئلہ میں تمہارا انکار کرتے ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: ہم تمہارے افعال کا انکار کرتے ہیں اور ہم تمہارے حق پر ہونے میں تمہیں جھٹلاتے ہیں اور انکار کرتے ہیں۔

وَ بَدَا بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَ الْبَغْضَآءُ اَبَدًا جب تک تم کفر کرو گے تمہارے ساتھ ہمارا یہی رویہ ہوگا تو ہمارے اور تمہارے درمیان عداوت اور بغض ظاہر ہے۔ حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک پر ایمان لے آؤ اس وقت دشمنی دوستی میں بدل جائے گی۔

اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰهِيْمَ لِاَبِيْهِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ استغفار میں تم آپ کی اقتداء نہ کرو کہ تم مشرکوں کے لیے استغفار کرنے لگو کیونکہ انہوں نے یہ عمل ایک خاص وعدہ کی وجہ سے کیا تھا؛ یہ قول قتادہ، مجاہد اور دوسرے علماء کا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: استثناء کا معنی یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو چھوڑا اور ان سے دوری اختیار کی مگر اپنے اب آذر کے لیے استغفار میں دوری اختیار نہ کی پھر سورت توبہ میں ان کے عذر کو واضح کیا۔

اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام انبیاء پر فضیلت کی دلیل ہے کیونکہ ہمیں آپ کی اقتدا کا حکم دیا گیا اور یہ امر مطلق ہے۔ فرمان عالی شان ہے: وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا (الحشر: 7) جب ہمیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتدا کا حکم دیا گیا تو بعض افعال کی استثناء کی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ مستثنیٰ منقطع ہے، یعنی لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول جو انہوں نے اپنے اب آذر کے حق میں کیا تھا۔ یہ اس لیے انہوں نے کیا کیونکہ انہیں گمان تھا کہ وہ مسلمان ہے جب یہ واضح ہو گیا کہ وہ مسلمان نہیں تو آپ نے اس سے براءت کا اظہار کر دیا۔ اس تاویل کی بناء پر اس آدمی کے حق میں استغفار کرنا جائز ہے جس کے مسلمان ہونے کا گمان ہو۔ تم جب اس قسم کا ظن نہیں پاتے تو تم کیوں ان سے دوستی کا اظہار کرتے ہو۔

1۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 37

وَ مَاۤ اَمْلِكُ لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے اب آزر کے لیے قول ہے یعنی اگر تو نے شرک کیا تو میں الله تعالیٰ کے عذاب میں سے کچھ بھی تم سے دور نہیں کر سکوں گا۔ رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے صحابہ کی دعا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: مومنین کو یہ تعلیم دی کہ وہ یہ کہیں یعنی کفار سے براءت کا اظہار کرو اور الله تعالیٰ پر بھروسہ کرو اور کہو: رَبَّنَا عَلَیْكَ تَوَكَّلْنَا یعنی ہم نے بھروسہ کیا وَ اِلَیْكَ اَنَبْنَا ہم نے تیری طرف رجوع کیا۔ وَ اِلَیْكَ الْمَصِیْرُ آخرت میں تیری طرف ہی رجوع ہے۔

رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلَّذِیْنَ كَفَرُوْا ہمارے دشمنوں کو ہم پر غلبہ نہ دے تو وہ یہ گمان کرنے لگیں کہ وہ حق پر ہیں اور اس وجہ سے فتنہ میں پڑ جائیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: تو انہیں ہم پر مسلط نہ کر کہ وہ ہمیں فتنہ میں ڈالیں اور ہمیں عذاب دیں (1)۔

وَ اغْفِرْ لَنَا رَبَّنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ۝ اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے تو عزیز و حکیم ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْهِمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ ؕ وَ مَنْ یَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ۝ عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً ؕ وَ اللّٰهُ قَدِیْرٌ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

"بے شک تمہارے لیے ان میں خوبصورت نمونہ ہے اس کے لیے جو الله اور روز قیامت کا امیدوار ہے، اور جو روگردانی کرے (اس سے) تو بلاشبہ الله ہی بے نیاز ہے سب خوبیوں سراہا، یقیناً الله پیدا فرمائے گا تمہارے درمیان اور ان کے درمیان جن سے تم (اس کی رضا کے لیے) دشمنی رکھتے ہو محبت، اور الله تعالیٰ بڑی قدرت والا ہے اور الله تعالیٰ غفور و رحیم ہے"۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْهِمْ، ھم ضمیر سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھ انبیاء و اولیاء ہیں۔ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یعنی کفار سے براءت کا اظہار کرنے میں بہترین اسوہ ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: تاکید کے لیے اسے مکرر ذکر کیا ہے۔ ایک قول یہ ذکر کیا گیا ہے: دوسری آیت پہلی آیت کے کچھ عرصہ بعد نازل ہوئی، قرآن حکیم میں اکثر تکرار اسی وجہ سے ہے۔

وَ مَنْ یَّتَوَلَّ جو آدمی اسلام اور ان مواعظ کو قبول کرنے سے اعراض کرے فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِیُّ الله تعالیٰ غنی ہے، اس نے اپنی کسی حاجت کی وجہ سے انہیں اپنا بندہ نہیں بنایا۔ الْحَمِیْدُ ۝ وہ اپنی ذات و صفات میں محمود ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں نے مشرک رشتہ داروں سے دشمنی شروع کر دی اس وجہ سے مسلمانوں کو جس دکھ کا سامنا کرنا پڑا الله تعالیٰ کو علم ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّجْعَلَ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَ الَّذِیْنَ عَادَیْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً وہ اس طرح ہوا کہ کافر مسلمان ہو جائیں گے ان میں سے ایک قوم نے فتح مکہ کے بعد اسلام قبول کیا اور مسلمانوں سے میل جول رکھا جس طرح حضرت ابوسفیان بن حرب، حضرت حارث بن ہشام، حضرت سہیل بن عمرو، حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہم۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہاں مودہ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے شادی ہے۔ اس موقع پر ابوسفیان کی نخوت ٹوٹ پھوٹ

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 5، صفحہ 518

کا شکار ہوگئی اور عداوت میں ان کی طبیعت ڈھیلی پڑ گئی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: مودة سے مراد فتح مکہ کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان سے شادی کرنا ہے۔ وہ حضرت عبداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں۔ انہوں نے اوران کے خاوند نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی ان کے خاوند نصرانی ہو گئے اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ دین میں اس کی اتباع کریں حضرت ام حبیبہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا اور اپنے دین پر ہی کاربند رہیں اور ان کا خاوند نصرانیت پر ہی فوت ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کی طرف پیغام بھیجا اور حضرت ام حبیبہ کو دعوت نکاح دی۔ نجاشی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے پوچھا: تم میں سے کون اس کا قریبی رشتہ دار ہے؟ صحابہ نے بتایا: حضرت خالد بن سعید، نجاشی نے کہا: ام حبیبہ کی شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کردو۔ اس نے اسی طرح کیا۔ نجاشی نے اپنی جانب سے چار سو دینار بطور مہر پیش کیے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان کی طرف ان کے نکاح کے لیے پیغام بھیجا۔ جب حضرت عثمان نے حضرت ام حبیبہ کا نکاح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کر دیا تو نجاشی کی طرف ان کے بارے میں پیغام بھیجا نجاشی نے اپنی جانب سے مہر دیا اور حضرت ام حبیبہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں بھیج دیا۔ ابوسفیان جو ابھی مشرک تھا جب اسے یہ خبر پہنچی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی بیٹی سے شادی کر لی ہے تو اس وقت کہا: ذٰلِكَ الْفَحْلُ لَا يُقْدَعُ أَنْفُهُ یعنی یہ ایسا نر ہے جس کی ناک پر ضرب نہیں لگائی جاتی (1)۔ یہ جملہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کوئی بہت ہی معزز ہو۔

لَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ لَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَ تُقْسِطُوْٓا اِلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝

''اللہ تعالیٰ تمہیں منع نہیں کرتا کہ جن لوگوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ نہیں کی اور نہ انہوں نے تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا کہ تم ان کے ساتھ احسان کرو اور ان کے ساتھ انصاف کا برتاؤ کرو، بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''۔

اس آیت میں تین مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر 1۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان لوگوں کے ساتھ صلہ رحمی کی رخصت ہے جو مومنوں سے دشمنی نہیں رکھتے اور ان سے برسرپیکار نہیں رہتے۔ ابن زید نے کہا: یہ ابتداء اسلام میں تھا جب ایک دوسرے کو چھوڑنے اور قتال کے معاملہ کو ترک کرنے کا حکم تھا پھر اسے منسوخ کر دیا گیا (2)۔ قتادہ نے کہا: اسے فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) سے منسوخ کر دیا گیا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ حکم خاص علت کی بناء پر تھا اور وہ صلح تھی جب فتح مکہ کے ساتھ صلح ختم ہوگئی تو یہ حکم بھی منسوخ کر دیا گیا اور صرف اس کی قراءت وتلاوت باقی رہ گئی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور جن کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی عہد و پیمان تھا جس کو انہوں نے نہ توڑا تھا ان کے لیے ہے: یہ حضرت حسن بصری کا قول ہے۔ کلبی نے کہا: وہ بنوخزاعہ اور بنوحارث بن عبد مناف ہیں۔ ابو صالح نے بھی یہی کہا ہے کہ مراد بنوخزاعہ

1۔ سنن ابی داؤد، کتاب النکاح، باب الصداق، کچھ کمی کے ساتھ، حدیث نمبر 1802، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

2۔ تفسیر ماوردی، جلد 5، صفحہ 519

ہیں۔ مجاہد نے کہا: یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو ایمان لائے اور ہجرت نہ کی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: مراد عورتیں اور بچے ہیں کیونکہ یہ قتال نہیں کرتے (1)، اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ نیکی کا حکم دیا؛ بعض مفسرین نے یہ قول کیا ہے۔ اکثر علماء تاویل نے کہا: یہ آیت محکم ہے۔ انہوں نے اس واقعہ سے استدلال کیا کہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: کیا وہ اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکتی ہے جبکہ وہ مشرکہ کی حیثیت میں اس کے پاس آئی ہے؟ فرمایا: ''ہاں''۔ اسے امام بخاری اور امام مسلم نے نقل کیا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ آیت انہیں کے حق میں نازل ہوئی۔ عامر بن عبد اللہ بن زبیر نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دور جاہلیت میں اپنی بیوی قتیلہ کو طلاق دی یہی حضرت اسماء بنت ابو بکر کی والدہ تھی (2)۔ یہ اس وقت حضرت اسماء کے پاس آئی تھی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور قریش کے درمیان صلح تھی۔ اس نے حضرت اسماء کو ایک بالی اور کچھ اشیا تحفہ کے طور پر دیں۔ حضرت اسماء نے انہیں قبول کرنے کو ناپسند کیا یہاں تک کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا؛ اس واقعہ کو ماوردی اور دوسرے علماء نے بیان کیا۔ ابو داؤد طیالسی نے اپنی مسند میں اسے نقل کیا ہے۔

مسئلہ نمبر 2۔ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ، ان محل جر میں ہے اور الَّذِيْنَ سے بدل ہے یعنی وہ افراد جو تم سے جنگ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ صلہ رحمی سے منع نہیں کرتا۔ وہ بنو خزاعہ تھے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ معاہدہ کیا تھا کہ نہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کریں گے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی کی مدد کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ نیکی کرنے اور وقت مقررہ تک اسے پورا کرنے کا حکم دیا؛ یہ فراء نے بیان کیا ہے۔

وَ تُقْسِطُوْۤا اِلَيْهِمْ یعنی اپنے اموال میں سے کچھ حصہ صلہ رحمی کے طور پر انہیں دے دو (3)۔ اس سے مراد عدل نہیں کیونکہ عدل تو قتال کرنے والے اور قتال نہ کرنے والے کے درمیان واجب ہے؛ یہ ابن عربی کا قول ہے۔

مسئلہ نمبر 3۔ قاضی ابو بکر نے کتاب ''الاحکام'' میں کہا: اس سے ان علماء نے استدلال کیا ہے جن پر اعتماد کیا جا سکتا ہے کہ مسلمان بچے کا نفقہ کافر باپ پر واجب ہے (4)۔ یہ بڑی غلطی اور بھول ہے کیونکہ کسی چیز کے بارے میں اذن اور کسی شی کے بارے میں نہی کا نہ ہونا اس کے واجب ہونے پر دال نہیں۔ یہ انداز تجھے صرف اباحت عطا کر سکتا ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اسماعیل بن اسحاق قاضی کے پاس ایک ذمی آیا آپ نے اس کی تکریم کی تو اس بارے میں حاضرین نے ان کی گرفت کی تو آپ نے اسی آیت کو ان پر تلاوت کیا۔

اِنَّمَا يَنْهٰىكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قٰتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ اَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَ ظٰهَرُوْا عَلٰۤى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ ۚ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

''اللہ تعالیٰ تمہیں صرف ان لوگوں سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے معاملہ میں جنگ کی اور تمہیں

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 5، صفحہ 519
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 520
3۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1785
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 1786

تمہارے گھروں سے نکالا یا مدد دی تمہارے نکالنے میں کہ تم انہیں دوست بناؤ اور جو انہیں دوست بناتے ہیں تو وہی (اپنے آپ پر) ظلم توڑتے ہیں''۔

قٰتَلُوْكُمْ یعنی دین کے خلاف تمہارے ساتھ جنگ کی۔ اخرجوا میں واؤ ضمیر سے مراد اہل مکہ میں سے سرکش لوگ ہیں۔ وَ ظٰهَرُوْا انہوں نے تمہیں نکالنے میں مدد کی اور وہ اہل مکہ کے مشرک ہیں۔ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ میں ان محل جر میں ہے اور ان تبتدوھم سے بدل ہے۔ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ جو انہیں اولیاء، انصار اور احباب بناتا ہے۔ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ یہی لوگ ظالم ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ مُهٰجِرٰتٍ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ؕ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِهِنَّ ۚ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ؕ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ اِذَاۤ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ ؕ وَ لَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ وَ سْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَ لْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا ؕ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ ؕ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝

''اے ایمان والو! جب آ جائیں تمہارے پاس مومن عورتیں ہجرت کر کے تو ان کی جانچ پڑتال کر لو، الله تعالیٰ خوب جانتا ہے ان کے ایمان کو پس اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف مت واپس کرو، نہ وہ حلال ہیں کفار کے لیے اور نہ وہ (کفار) حلال ہیں مومنات کے لیے، اور دے دو کفار کو جو مہر انہوں نے خرچ کیے، اور تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم ان عورتوں سے نکاح کر لو جب تم انہیں ان کے مہر ادا کر دو، اور (اس طرح) تم بھی نہ روکے رکھو (اپنے نکاح میں) کافر عورتوں کو اور مانگ لو جو تم نے (ان پر) خرچ کیا اور کفار بھی مانگ لیں جو انہوں نے خرچ کیا، یہ الله کا فیصلہ ہے، وہ تمہارے درمیان فیصلہ فرماتا ہے، اور الله (سب کچھ) جاننے والا بڑا دانا ہے''۔

اس آیت میں سولہ مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر 1۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا جَآءَكُمُ الْمُؤْمِنٰتُ جب الله تعالیٰ نے مشرکوں کے ساتھ دوستی کے ترک کرنے کا حکم دیا اس امر نے یہ تقاضا کیا کہ مسلمان مشرکوں کے علاقے چھوڑ کر مسلمانوں کے علاقوں کی طرف ہجرت کر جائیں۔ باہم نکاح، باہم دوستی کا موکد ترین سبب تھا تو عورتوں کی ہجرت کے احکام کو بیان کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: قریش کے مشرکوں کے ساتھ حدیبیہ کے سال صلح ہوئی کہ مکہ مکرمہ میں سے جو بھی شخص مدینہ طیبہ آئے گا اسے ان کی طرف واپس کر دیا جائے گا ابھی تحریر سے فراغت ہوئی تھی کہ حارث اسلمیہ کی بیٹی حضرت سعیدہ آ گئی۔ ابھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ میں ہی تھے اس کا خاوند آ گیا جبکہ وہ کافر تھا اس کا نام صیفی بن راہب تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کا نام مسافر مخزومی تھا۔ اس نے کہا: اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم میری بیوی مجھے واپس کر دو کیونکہ آپ نے یہ شرط تسلیم کی ابھی تحریر کی مٹی بھی خشک نہیں ہوئی تو الله تعالیٰ

نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط آئی تو اس کے خاندان والے واپس لے جانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے (1)۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: وہ اپنے خاوند عمرو بن عاص سے بھاگ آئی اس کے ساتھ اس کے دو بھائی عمارہ اور ولید تھے رسول اللہ ﷺ نے اس کے دونوں بھائیوں کو واپس بھیج دیا اور اسے روک لیا۔ قریش نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی: اسے شرط کی وجہ سے واپس کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''شرط مردوں کے متعلق تھی عورتوں کے متعلق نہ تھی'' (2)۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

حضرت عروہ سے مروی ہے: سہیل بن عمرو نے حدیبیہ کے موقع پر نبی کریم ﷺ پر یہ شرط لگائی کہ ہم میں سے کوئی آدمی آپ کے پاس نہیں آئے گا اگرچہ وہ آپ کے دین پر ہو تو آپ اسے ہماری طرف واپس کر دیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مومنات کے بارے میں یہ آیت نازل کی (3)۔ یہ قول اس طرف اشارہ کرتا ہے کہ عورتوں کے بارے میں شرط کو اس آیت نے منسوخ کر دیا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: جو عورت آئی تھی وہ امیمہ بنت بشر تھی جو ثابت شمر کے عقد میں تھی (4)۔ وہ ثابت سے بھاگ آئی جبکہ وہ ابھی کافر تھا اور حضرت سہل بن حنیف نے اس سے شادی کر لی تو اس کے بطن سے ان کا بیٹا عبد اللہ پیدا ہوا۔ مہدوی نے کہا: ابن وہب نے خالد سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت امیمہ بنت بشر جو بنی عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے کے بارے میں نازل ہوئی۔ مقاتل نے کہا: اس سے مراد سعیدہ ہے جو صیفی بن راہب کی زوجہ تھی جو اہل مکہ میں سے مشرک تھا۔ اکثر علماء کی رائے ہے کہ وہ عورت ام کلثوم بنت عقبہ تھی۔

مسئلہ نمبر 2۔ اہل علم کا اس میں اختلاف ہے کیا عورتیں صلح میں لفظاً شامل تھیں یا عموماً شامل تھیں (5)؟ ایک طائفہ کا کہنا ہے: صلح میں واضح اور صراحتاً یہ شرط شامل تھی کہ عورتوں کو واپس کیا جائے گا اللہ تعالیٰ نے معاہدہ سے ان کے لوٹانے کی شرط کو منسوخ کر دیا اور اس سے منع کر دیا اور مردوں کی شرط کو اسی طرح باقی رکھا جس طرح وہ تھی۔ یہ امر اس پر دلالت کرتا ہے کہ نبی کریم ﷺ احکام میں اپنی رائے سے اجتہاد فرما سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ آپ کو خطا پر قائم نہیں رکھتا۔ علماء میں سے ایک طائفہ کا کہنا ہے صراحتاً ان کی واپسی کی کوئی شرط نہ تھی۔ معاہدہ اس پر ہوا تھا کہ جو مسلمان ہو گا اس کو واپس کر دیا جائے گا۔ عموم کا ظاہر مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عموم سے عورتوں کے نکلنے کو واضح کیا اللہ تعالیٰ نے دو امور کی وجہ سے مردوں اور عورتوں میں فرق بیان کیا ہے۔ (۱) اب ان کی شرمگاہیں کفار پر حرام ہیں۔ (۲) وہ زیادہ رقیق القلب اور مردوں کی نسبت جلدی پھر جانے والی ہیں۔ ان میں سے جو شرک پر قائم رہیں وہ ان پر لوٹا دی جائیں گی۔

مسئلہ نمبر 3۔ فَامْتَحِنُوْهُنَّ ایک قول یہ کیا گیا ہے (6): ان میں سے جو اپنے خاوند کو تنگ کرنا چاہتی وہ کہتی: میں عنقریب حضرت محمد ﷺ کی طرف ہجرت کر جاؤں گی۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کا امتحان لینے کا حکم دیا۔ جس چیز کے

1۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 39　　2۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1786　　3۔ معالم التنزیل، جلد 5، صفحہ 364

4۔ تفسیر ماوردی، جلد 5، صفحہ 521　　5۔ ایضاً　　6۔ ایضاً

ساتھ ان کا امتحان لیا جائیگا اس کے بارے میں تین قول ہیں۔

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: امتحان یہ ہے کہ ان سے اللہ کے نام کی قسم لی جائیگی (1) کہ وہ خاوند سے ناراض ہو کر اور ایک علاقہ کی بجائے دوسرے علاقہ کی محبت، دنیا کے لالچ اور کسی مرد کی محبت کے لیے نہیں نکلی بلکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی محبت کی وجہ سے نکلی ہے۔ جب وہ اس پر اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم اٹھا دیتی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاوند کو اس کا مہر عطا فرما دیتے اور اس نے اس پر جو خرچ کیا ہوتا وہ بھی عطا فرما دیتے اور اسے واپس نہ کرتے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ کا یہی مدعا و مقصود ہے۔ (۲) امتحان یہ ہے کہ وہ یہ گواہی دے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے۔ (۳) جس کی وضاحت بعد میں اسی سورت میں کی گئی ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا(2): رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کے ساتھ آزماتے اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ۔ اسے معمر نے زہری سے وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے۔ اسے امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔ کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

مسئلہ نمبر 4۔ اکثر علماء کی رائے یہ ہے کہ یہ آیت اس معاہدہ کے لیے ناسخ ہے جو آپ نے قریش سے کیا تھا کہ جو بھی مسلمان آئے آپ اس کو واپس کر دیں۔ اس کے ساتھ عورتوں کا حکم منسوخ ہو گیا۔ یہ اس کا مذہب ہے جو قرآن کے ساتھ سنت کے نسخ کو جائز سمجھتا ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ مردوں اور عورتوں کے بارے میں حکم منسوخ ہے۔ یہ جائز نہیں کہ امام دشمنوں کے ساتھ اس بات پر صلح کرے کہ جو آدمی مسلمان ہو کر آئے وہ اسے واپس کر دے گا کیونکہ کسی مسلمان کو مشرکوں کی سرزمین پر رکھنا جائز نہیں؛ یہ کوفیوں کا نقطہ نظر ہے۔ امام مالک کے نزدیک اس نقطہ پر صلح جائز ہے۔ کوفیوں نے جو نقطہ نظر اپنایا ہے وہ اسے اسماعیل بن ابی خالد کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں وہ قیس بن ابی حازم سے وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بنو خثعم کی طرف بھیجا انہوں نے انہیں سجدہ کی حالت میں پکڑ لیا اور قتل کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نصف دیت دی اور فرمایا: ''میں ہر ایسے مسلمان سے بری ہوں جو دار الحرب میں مشرکوں کے ساتھ مقیم ہو وہ ایک دوسرے کی آگ نہ دیکھیں'' (3)۔

انہوں نے کہا: یہ روایت اس روایت کے لیے ناسخ ہے جس میں مسلمانوں کو مشرکوں کے حوالے کرنے کا ذکر تھا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے براءت کا اظہار کیا جو ان کے ساتھ دار الحرب میں مقیم ہے۔ امام مالک اور امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ یہ حکم منسوخ نہیں۔ امام شافعی نے کہا: اس قسم کا معاہدہ خلیفہ یا ایسا شخص جو امر کرتا ہے وہی کر سکتا ہے کیونکہ وہ تمام اموال کا والی ہوتا ہے خلیفہ کے علاوہ جس نے یہ عقد کیا تو وہ عقد مردود ہو گا۔

مسئلہ نمبر 5۔ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِهِنَّ یہ امتحان تمہارے لیے ہے جبکہ اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کو خوب جانتا ہے کیونکہ وہ

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 5، صفحہ
2۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 164
3۔ سنن ابی داؤد، کتاب الجہاد، النہی عن القتل من اعتصم بالسجود، جلد 1، صفحہ 356

رازوں کو خوب جانتا ہے۔ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ ایمان میں سے جو ظاہر ہے اگر تم انہیں مومن جانتے ہو۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اگر تم امتحان سے قبل ان کے مومن ہونے کا علم رکھتے ہو۔ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ ؕ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ اللہ تعالیٰ نے کوئی مومنہ کسی کافر کے لیے حلال نہیں کی اور نہ ہی کسی مومن کے لیے کسی مشرکہ سے نکاح کو حلال کیا ہے۔

یہ واضح ترین دلیل ہے کہ جس امر نے مسلمان عورت کی اپنے خاوند سے جدائی کو ثابت کیا وہ اس کا اسلام لانا ہے، اس کا ہجرت کرنا نہیں۔ امام ابوحنیفہ نے کہا: جس امر نے ان کے درمیان تفریق کو ثابت کیا وہ دونوں داروں کا مختلف ہونا ہے۔ امام مالک کے مذہب میں اسی کی طرف اشارہ ہے بلکہ وہ اس میں صریح اور عبارۃ النص ہے۔ صحیح قول پہلا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ اس امر کو واضح کیا کہ عدم حل کی علت اسلام ہے داروں کا مختلف ہونا نہیں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

ابو عمر نے کہا: دار میں کوئی فرق نہیں نہ کتاب اللہ میں ایسی بات ہے نہ سنت میں ہے اور نہ ہی قیاس میں ہے۔ اس میں جس کی رعایت کی گئی ہے وہ دو دین ہیں۔ ان دونوں کے اختلاف اور اجتماع کے ساتھ حکم مرتب ہوگا، دار کی وجہ سے کوئی حکم نہیں ہوگا۔

مسئلہ نمبر 6۔ وَ اٰتُوْهُمْ مَّاۤ اَنْفَقُوْا جب مسلمان عورت کو اس بات سے روک دیا جائے کہ اسے اس کے خاوند کے پاس واپس بھیجا جائے تو اس کے خاوند نے اس پر جو مال خرچ کیا ہے وہ اسے واپس کر دیا جائے۔ یہ وعدہ کو پورا کرنے کی صورت ہے کیونکہ جب اسلام کی حرمت کی وجہ سے اسے روکا گیا ہے تو اسکے مال کو واپس کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ دونوں صورتوں میں اس پر خسارہ واقع نہ ہو، بیوی اور مال۔

مسئلہ نمبر 7۔ کوئی چٹی وغیرہ لازم نہ ہوگی مگر اس صورت میں جب کافر خاوند مطالبہ کرے، جب وہ حاضر ہو اور مطالبہ کرے ہم اسے روک لیں گے اور چٹی بھر دیں گے۔ اگر وہ عورت خاوند کے آنے سے پہلے ہی مر جائے تو ہم مہر چٹی کے طور پر نہ دیں گے کیونکہ روکنا متحقق نہیں ہوا۔ اگر مہر شراب یا خنزیر: د تو ہم کسی چیز کے ذمہ دار نہیں ہونگے کیونکہ اس کی کوئی قیمت نہیں۔ اس آیت کی تفسیر میں امام شافعی کے دو قول ہیں۔ (۱) یہ منسوخ ہے۔ امام شافعی نے کہا: جب ایسے افراد کے پاس سے مسلمان عورت آئے جن کے ساتھ صلح ہو جبکہ وہ مسلمان ہو مہاجر ہو دار الحرب سے امام کی طرف دار الاسلام میں یا دار الحرب میں آئے۔ اگر اسکے خاوند کے علاوہ ولی نے مطالبہ کیا تو بغیر عوض کے اسے روک لیا جائے گا اگر خاوند اپنے لیے یا کسی غیر کے لیے اپنی وکالت کے ساتھ مطالبہ کرے تو اس میں دو قول ہیں۔

(۱) وہ عوض دے گا دلیل وہی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ (۲) اس میں دوسرا قول بھی ہے: مشرک خاوند کو کوئی عوض نہیں دیا جائیگا جس کی بیوی مسلمان ہو کر آئی اگر امام عورتوں کے واپس کرنے کی شرط لگائے تو یہ شرط باطل ہوگی۔ جس نے یہ قول کیا اس نے کہا: اگر رسول اللہ ﷺ نے اہل حدیبیہ کے لیے یہ شرط لگائی تھی کہ ان میں سے جو بھی آئے گا اسے واپس کر دیا جائیگا۔ عورتوں کے بارے میں ان کی جانب سے شرط، شرط صحیح تھی اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کر دیا اور عوض کو رد کر دیا جب اللہ تعالیٰ

نے فیصلہ کر دیا پھر اس کے رسول نے فیصلہ کر دیا کہ ان عورتوں کو واپس نہ کیا جائے گا تو جس نے بھی عورتوں کے واپس کرنے کی شرط لگائی وہ شرط منسوخ ہو گی اور اس پر کوئی عوض نہ ہو گا کیونکہ منسوخ کو شرط قرار دینا باطل ہے اور باطل چیز کا کوئی عوض نہیں۔

مسئلہ نمبر 8۔ خاوندوں نے جس قدر خرچ کیا ہو اس مقدار میں اللہ تعالیٰ نے واپس کرنے کا حکم دیا۔ اس امر کا مخاطب امام ہے اس کے پاس بیت المال میں جو ایسا مال ہے جس کا مصرف متعین نہ ہو اس میں سے وہ خرچ کرے گا۔ مقاتل نے کہا: وہ مہر کا فر خاوند کو واپس کرے گا جس مہر پر عورت سے مسلمان مرد شادی کرے گا۔ اگر مسلمانوں میں سے کوئی بھی اس سے شادی نہ کرے تو کافر خاوند کے لیے کوئی چیز نہ ہو گی۔ قتادہ نے کہا: مہر واپس کرنے کا حکم ان لوگوں کی عورتوں کے بارے میں ہے جن کے ساتھ مسلمانوں کے عہد و پیمان ہوں۔ جن کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ نہیں انہیں کوئی مہر وغیرہ نہیں دیا جائیگا۔ معاملہ اسی طرح ہے جس طرح انہوں نے کہا۔

مسئلہ نمبر 9۔ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ یعنی جب انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور ان کی عدت ختم ہو گئی۔ کیونکہ یہ بات ثابت ہے کہ مشرکہ اور معتدہ کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہے۔ اگر ایسی عورت حقوق زوجیت سے قبل ہی مسلمان ہو جائے تو اس کا نکاح اسی وقت ثابت ہو جائے گا اور اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کرنا بھی جائز ہو گا۔

مسئلہ نمبر 10۔ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مہر کی شرط کے ساتھ ان کے ساتھ نکاح کرنے کو مباح قرار دیا کیونکہ اسلام نے اس کے اور اس کی کافر بیوی کے درمیان جدائی کر دی ہے۔

مسئلہ نمبر 11۔ وَلَا تُمْسِكُوْا بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ عام قراء کی قراءت تخفیف کے ساتھ ہے یہ امساک سے مشتق ہے؛ یہ ابوعبید کا پسندیدہ نقطہ نظر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ (البقرہ: 231) حضرت حسن بصری، ابو العالیہ اور ابو عمرو نے لَا تُمَسِّكُوْا پڑھا ہے یہ تمسیک سے مشتق ہو گا یوں کہا جاتا ہے: مَسَّكَ يُمَسِّكُ تمسيكا۔ یہ اَمسَكَ يُمسِكُ کے معنی میں ہے۔ اسے وَلَا تَمَسَّكُوا تاء کے نصب کے بھی ساتھ پڑھا گیا ہے۔ اصل میں یہ لا تتمسكوا تھا۔ العصم یہ عصمہ کی جمع ہے اس سے مراد وہ چیز ہے جس کے ساتھ انسان محفوظ رہتا ہے یہاں عصمہ سے مراد نکاح ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس کی مکہ مکرمہ میں کافرہ بیوی ہو وہ اسے بیوی شمار نہ کرے وہ اس کی بیوی نہیں (1)۔ دار کے مختلف ہونے کی وجہ سے نکاح ختم ہو چکا ہے۔

امام نخعی سے مروی ہے: مراد وہ مسلمان عورت ہے جو دار الحرب بھاگ گئی اور کافر ہو گئی۔ کفار مسلمان عورتوں سے شادیاں کیا کرتے تھے اور مسلمان مرد مشرک عورتوں سے شادی کیا کرتے تھے پھر اس آیت میں اس کو منسوخ کر دیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو ایسی عورتوں کو طلاق دے دی جو مکہ مکرمہ میں تھیں اور مشرک تھیں ان میں سے ایک قریبہ بنت ابی امیہ تھی جس سے بعد میں معاویہ بن ابی سفیان نے شادی کی جو دونوں مکہ مکرمہ میں مشرک کی حیثیت سے رہ رہے تھے۔ اور ام کلثوم بنت عمرو خزاعیہ جو عبد اللہ بن مغیرہ کی والدہ تھی ابو جہم بن حذافہ نے اس سے شادی کی جو دونوں مشرک تھے۔ جب

1۔ تفسیر کشاف، جلد 4، صفحہ 518

حضرت عمر بن‌خطاب امیر المومنین بنے تو حضرت ابوسفیان نے اپنے بیٹے حضرت معاویہ سے کہا: قریبہ کو طلاق دے تاکہ حضرت عمر بن‌خطاب یہ خیال نہ کریں اس کا چھینا ہوا مال تیرے گھر میں ہے۔ حضرت معاویہ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت طلحہ بن عبیداللہ کے عقد میں اروی بنت ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب تھی اسلام نے دونوں میں تفریق کر دی پھر حالت اسلام میں ان سے حضرت خالد بن سعید بن عاص نے شادی کی۔ یہ بھی کفار کی ان عورتوں میں سے تھی جو نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں نبی کریم ﷺ نے انہیں روک لیا اور حضرت خالد سے ان کی شادی کر دی۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی کی شادی ابوالعاص بن ربیع سے کی تھی۔ عبدالرزاق ابن جریج سے وہ ایک آدمی سے وہ ابن شہاب سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت زینب نے نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بعد ہجرت کی ان کا خاوند ابوالعاص بن ربیع عبدالعزی مکہ مکرمہ میں مشرک کی حیثیت میں تھا اس کی یہ وضاحت ہے کہ اس نے حضرت زینب کے بعد اسلام قبول کیا۔ شعبی نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ شعبی نے کہا: حضرت زینب بنت رسول اللہ ابوالعاص بن ربیع کی زوجہ تھیں وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ نبی کریم ﷺ کے ہاں چلی گئیں پھر ان کا خاوند مدینہ طیبہ آیا حضرت زینب نے اسے امان دی تو وہ اسلام لے آیا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت زینب کو اس کی طرف لوٹا دیا۔

ابوداؤد نے عکرمہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ پہلے نکاح کی وجہ سے ہی انہیں واپس کر دیا اور کوئی نیا عمل نہ کیا۔ محمد بن عمر نے اپنی حدیث میں کہا: یہ واقعہ چھ سال بعد ہوا۔ حسین بن علی نے کہا: دو سال بعد ہوا (1)۔ ابو عمر نے کہا: اگر یہ صحیح ہے تو یہ دو وجوہ سے خالی نہیں۔ آپ کو حیض ہی نہ آیا یہاں تک کہ ان کا خاوند مسلمان ہو گیا یا ان کے بارے میں یہ امر منسوخ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ بُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ (البقرہ: 228) یہ ایسا امر ہے جس بارے میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں کہ اس سے مراد عدت ہے۔ ابن شہاب زہری نے حضرت زینب کے اس قصہ میں کہا: یہ فرائض کے نازل ہونے سے پہلے تھا۔ قتادہ نے کہا: یہ سورۂ براءۃ کے نازل ہونے سے پہلے واقع ہوا جس میں مشرکین کے ساتھ تمام معاہدے ختم کرنے کا حکم ہوا۔

مسئلہ نمبر 12۔ بِعِصَمِ الْكَوَافِرِ، کوافر سے یہاں مراد بت پرست ہیں ان کے ساتھ ابتداءً ہی نکاح کرنا جائز نہیں۔ یہ حکم اہل کتاب کے علاوہ کوافر کے لیے ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ عام ہے۔ اہل کتاب کی عورتوں کا حکم اس سے منسوخ ہے۔ اگر آیت کے ظاہر کو دیکھا جائے تو کوئی کافر عورت کسی صورت میں حلال نہیں۔ پہلے قول کی بناء پر جب کوئی بت پرست یا مجوسی مسلمان ہو جائے اور اس کی بیوی مسلمان نہ ہو تو دونوں میں تفریق کر دی جائے گی، یہ قول بعض علماء کا ہے۔ ان میں سے کچھ نے کہا: عدت کے ختم ہونے کا انتظار کیا جائے گا۔ جس نے یہ کہا: اسی وقت ان میں تفریق کر دی جائے گی اور عورت کی

1۔ سنن ابی داود، کتاب الطلاق، باب الی متی ترد الیہ، حدیث نمبر 1913، ضیاء القرآن پبلی کیشنز
جامع ترمذی، کتاب النکاح، باب ما جاء فی الزوجین المشرکین یسلم احدھما، حدیث نمبر 1062، ضیاء القرآن پبلی کیشنز
سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، باب الزوجین یسلم احدھما قبل الآخر، حدیث نمبر 1998، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

عدت کے مکمل ہونے کا انتظار نہ کیا جائیگا جب اس پر اسلام پیش کیا جائے اور وہ اسلام قبول نہ کرے وہ امام مالک بن انس ہیں؛ یہی قول حضرت حسن بصری، طاؤس، مجاہد، عطا، عکرمہ، قتادہ اور حکم کا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے استدلال کیا ہے: وَلَا تُمۡسِكُوۡا بِعِصَمِ الۡكَوَافِرِ۔ زہری نے کہا: وہ اس کے ساتھ عدت کا انتظار کرتا ہے؛ یہ امام شافعی اور امام احمد کا قول ہے انہوں نے یہ استدلال کیا ہے کہ حضرت ابوسفیان بن حرب اپنی بیوی ہند بنت عتبہ سے پہلے اسلام لائے انہوں نے مرالظہران کے مقام پر اسلام قبول کیا پھر وہ مکہ مکرمہ کی طرف لوٹے جبکہ ہند وہاں کافرہ کی حیثیت سے رہ رہی تھی اور اپنے کفر پر قائم تھی۔ اس نے حضرت ابوسفیان کی داڑھی کو پکڑ لیا اور کہا: اس گمراہ شیخ کو قتل کردو پھر اس کے چند روز بعد وہ مسلمان ہوگئی۔ دونوں اپنے نکاح پر قائم رہے کیونکہ ان کی عدت ختم نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے کہا: اس کی مثل حضرت حکیم بن حزام کا واقعہ ہے۔ انہوں نے اپنی بیوی سے پہلے اسلام قبول کیا۔ پھر ان کے بعد ان کی بیوی مسلمان ہوئی۔ دونوں اپنے نکاح پر باقی رہے۔ امام شافعی نے کہا: جس نے وَلَا تُمۡسِكُوۡا بِعِصَمِ الۡكَوَافِرِ سے استدلال کیا ہے اس کے لیے اس میں کوئی دلیل نہیں کیونکہ مسلمان عورتیں کافروں پر حرام ہیں جس طرح مسلمان مرد کافر، بت پرست اور مجوسی عورتوں کے لیے حلال نہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمۡ وَلَا هُمۡ يَحِلُّوۡنَ لَهُنَّ پھر سنت نے اس کی وضاحت کی کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی مراد یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لیے حلال نہیں ہوتے مگر اس صورت میں کہ دوسرا فرد عدت میں اسلام قبول کرلے۔ جہاں تک کوفیوں کا تعلق ہے کوفیوں سے مراد حضرت سفیان ثوری، حضرت امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب ہیں انہوں نے ذمی کافروں کے بارے میں کہا: جب عورت مسلمان ہوجائے تو خاوند پر اسلام پیش کیا جائے گا اگر وہ اسلام قبول کرلے تو ٹھیک ورنہ دونوں میں تفریق کردی جائیگی۔ ان علماء نے کہا: اگر دونوں حربی ہوں تو یہ اس کی بیوی رہے گی یہاں تک کہ اس کے تین حیض گزر جائیں۔ جب وہ دونوں دارالحرب میں ہوں یا دارالاسلام میں ہوں۔ اگر ان میں سے ایک دارالاسلام میں ہو اور دوسرا دارالحرب میں ہو تو دونوں میں عصمت ختم ہوجائے گی۔ ان علماء نے دار کا اعتبار کیا ہے جبکہ یہ کچھ بھی نہیں۔ یہ بحث پہلے گزر چکی ہے۔

مسئلہ نمبر 13۔ یہ اختلاف مدخول بہا کے بارے میں ہے۔ اگر وہ غیر مدخول بہا ہو تو دونوں کے درمیان نکاح ختم ہو جانے میں کسی اختلاف کو نہیں جانتے کیونکہ اس پر کوئی عدت نہیں۔ امام مالک اس عورت کے بارے میں بھی یہی کہتے ہیں جو خود مرتد ہو جائے اور اس کا خاوند مسلمان ہو: دونوں کے درمیان نکاح ختم ہو جائے گا۔ ان کی دلیل وَلَا تُمۡسِكُوۡا بِعِصَمِ الۡكَوَافِرِ ہے یہی قول حضرت حسن بصری اور حضرت حسن بن صالح بن حی کا ہے۔ امام شافعی اور امام احمد کا مذہب یہ ہے کہ وہ عدت کے مکمل ہونے کا انتظار کرے۔

مسئلہ نمبر 14۔ اگر دونوں میاں بیوی نصرانی ہوں اور بیوی مسلمان ہو جائے اس میں بھی اختلاف ہے۔ امام مالک، امام احمد اور امام شافعی کا کہنا یہ ہے کہ وہ عدت کے مکمل ہونے تک وقوف کرے؛ یہ مجاہد کا قول ہے۔ اس طرح بت پرست ہے اس کی بیوی مسلمان ہوجاتی ہے۔ اگر وہ عورت کی عدت میں مسلمان ہوجائے تو خاوند اس کا زیادہ حقدار ہوگا جس طرح حضرت صفوان بن امیہ اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل اپنی بیویوں کے زیادہ مستحق رہے جب وہ دونوں اپنی بیویوں کی

عدت میں مسلمان ہوئے تھے۔ روایت ابن شہاب سے مروی ہے، اسے امام مالک نے موطا میں ذکر کیا ہے۔ ابن شہاب نے کہا: حضرت صفوان اور ان کی بیوی کے اسلام لانے میں ایک ماہ کا عرصہ حائل ہے۔ ابن شہاب نے کہا: ہمیں یہی خبر پہنچی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرے اور اس کا خاوند کافر ہو اور دارالحرب میں مقیم ہو مگر ہجرت اس کے اور اس کے خاوند کے درمیان تفریق کر دے گی ہاں یہ صورت مختلف ہے کہ اس کا خاوند عدت ختم ہونے سے پہلے آ جائے (1)۔ علماء میں سے وہ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں: دونوں کے درمیان نکاح منسوخ ہو جائے گا۔ یزید بن علقمہ نے کہا: میرا دادا مسلمان ہو گیا اور میری دادی مسلمان نہ ہوئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دونوں میں تفریق کر دی؛ یہ طاؤس کا قول ہے۔ دوسری جماعت جن میں عطا، حضرت حسن بصری اور عکرمہ نے کہا: دعوت نکاح کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔

مسئلہ نمبر 15۔ وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا مفسرین نے کہا: مسلمان عورتوں میں سے جو عورتیں مرتد ہو کر ان کفار کے پاس چلی گئیں جن کے ساتھ مسلمانوں کے معاہدے تھے تو کفار کو کہا جائے گا: ان عورتوں کے مہر دے دو (2)۔ جب کفار کی عورتوں میں سے کوئی ایک مسلمان ہو کر ہجرت کر کے آ جائے تو مسلمانوں کو کہا جائے گا: کفار کو ان عورتوں کے مہر واپس کر دو۔ یہ دونوں حالتوں میں عدل کی صورت ہے۔ اجماع امت یہی ہے کہ یہ حکم اس زمانہ میں ایک خاص واقعہ کے ساتھ خاص ہے؛ یہ ابن عربی کا قول ہے۔

مسئلہ نمبر 16۔ ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ یعنی جو اس آیت میں مذکور ہے۔ يَحْكُمُ بَيْنَكُمْ ۖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۝ یہ پہلے کئی مواقع پر گزر چکی ہے۔

وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۝

"اور اگر بھاگ جائے تم سے کوئی عورت تمہاری بیبیوں سے کفار کی طرف پھر تمہاری باری آ جائے (کہ کوئی کافرہ تمہارے قبضہ میں آ جائے) تو جن کی بیبیاں ان کے قبضہ سے نکل گئیں جتنا انہوں نے خرچ کیا اتنا انہیں دے دو، اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے جس پر تم ایمان رکھتے ہو"۔

اس میں تین مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر 1۔ وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ روایت میں ہے کہ مسلمانوں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے جو حکم دیا ہے اس پر ہم راضی ہیں اور مسلمانوں نے مشرکوں کو خط لکھے تو انہوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو یہ حصہ نازل ہوا۔ وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَيْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِيْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا زہری نے عروہ سے، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کرتے ہیں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے وَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقْتُمْ وَلْيَسْـَٔلُوْا مَاۤ اَنْفَقُوْا مسلمانوں نے کفار کو خط لکھے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ اگر ہماری کوئی عورت تمہارے پاس آئے تو تم ہمیں مہر دو

1۔ موطا امام مالک، نکاح المشرک، صفحہ 508 2۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1788

اور اگر تمہاری کوئی عورت ہمارے پاس آئے تو ہم اس کا مہر تمہیں دیں گے۔ جواب میں انہوں نے مسلمانوں کو خط لکھے: جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہم نہیں جانتے کہ تمہارا کوئی حق ہم پر ہے اور اگر ہمارا تم پر کوئی حق ہے تو اسے ہماری طرف بھیج دو۔ اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو نازل کیا: وَ اِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ اِلَى الْكُفَّارِ فَعَاقَبْتُمْ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ذٰلِكُمْ حُكْمُ اللّٰهِ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ یہ ان مسلمانوں اور ان کفار کے بارے میں ہے جو اہل مکہ سے تھے جن کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ ہے۔ زہری نے کہا: اگر عہد و پیمان نہ ہو تو مسلمان عورتوں کو روک لیا جائے گا اور انہیں مہر واپس نہیں کیا جائے گا (1)۔ قتادہ اور مجاہد نے کیا: انہیں حکم دیا گیا کہ جن کی بیویاں چلی گئی ہیں انہیں اتنا مال، مال فئی اور غنیمت میں سے دے دو جتنا انہوں نے بیویوں پر خرچ کیا تھا۔ دونوں نے کہا: یہ حکم اس کے بارے میں ہے جس کے ساتھ ہمارا اس معاملہ میں کوئی عہد و پیمان ہو جبکہ ہمارا اور ان کے درمیان تو کوئی ایسا معاہدہ نہیں۔ دونوں نے کہا: فَعَاقَبْتُمْ کا معنی ہے تم بدلہ لو۔

فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا مراد مہر ہیں۔ یہ تمام کفار میں عام ہے۔ قتادہ نے یہ بھی کہا ہے: اگر تم میں سے کسی کی بیوی ان کفار کے پاس چلی جائے جن کا اور تمہارا عہد و پیمان ہو تو جن کی بیویاں چلی گئی ہیں انہیں اس کے برابر مال دو جتنا انہوں نے خرچ کیا۔ پھر سورۂ براءت میں یہ حکم منسوخ ہے۔ زہری نے کہا: فتح مکہ کے سال یہ حکم منقطع ہو گیا۔ سفیان ثوری نے کہا: آج اس پر عمل نہیں ہوگا۔ ایک قوم کا نقطہ نظر ہے: یہ حکم آج بھی ثابت ہے؛ قشیری نے یہ بیان کیا ہے۔

مسئلہ نمبر 2۔ فَعَاقَبْتُمْ عام قراءت فَعَاقَبْتُمْ ہے۔ علقمہ، نخعی، حمید اور اعرج نے فَعَقَّبْتُم مشدد پڑھا ہے۔ مجاہد نے اسے فعاقبتم پڑھا ہے کہا: تم نے اس طرح کیا۔ جس طرح انہوں نے تمہارے ساتھ کیا۔ زہری نے فَعَقَبْتُم الف کے بغیر تخفیف کے ساتھ پڑھا ہے۔ مسروق اور شقیق بن سلمہ نے فَعَقِبْتُم قاف کے کسرہ کے ساتھ بغیر تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور کہا: اس کا معنی ہے تمہیں غنیمت حاصل ہو۔ تمام لغات کا ایک ہی معنی ہے۔ یہ جملہ بولا جاتا ہے۔ عَاقَبَ، عَقَبَ، عَقَّبَ، أعقب، تَعَقَّبَ، أعتقب اور تَعاقب جب غنیمت حاصل ہو۔ قتبی نے کہا فَعَاقَبْتُمْ کا معنی ہے تم یکے بعد دیگرے جنگ میں شریک ہو۔ ابن بحر نے کہا: تم مرتد عورت کو قتل کی سزا دو تو مسلمانوں کی غنیمتوں سے اس کے خاوند کو اس کا مہر واپس کیا جائے گا (2)۔

مسئلہ نمبر 3۔ فَاٰتُوا الَّذِیْنَ ذَهَبَتْ اَزْوَاجُهُمْ مِّثْلَ مَاۤ اَنْفَقُوْا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اگر کوئی مومن عورت اہل مکہ کے کفار تک جا پہنچے، تمہارے اور ان کے درمیان کوئی معاہدہ نہ ہو اور اس کا خاوند مسلمان ہو اور تمہیں غنیمت حاصل ہو تو تم اس مسلمان خاوند کو مال غنیمت سے مہر کے برابر مال دے دو اور یہ ادائیگی پانچواں حصہ نکالنے سے پہلے ہو۔ زہری نے کہا: مال فئی سے اسے مہر دیا جائے گا (3)۔ ان سے یہ قول بھی مروی ہے: جو ہمارے ساتھ آملا ہے اسے مہر دیا جائیگا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اگر کفار اس عورت کے مہر کی چٹی ادا کرنے کے لیے تیار نہ ہوں جو ان کے پاس چلی گئی ہے تو ان کے ساتھ معاہدہ ختم کر دو یہاں تک کہ تم فتح پاؤ اور وہ مہر ان سے لے لو۔ اعمش نے کہا: یہ منسوخ ہے۔

1۔ معالم التنزیل، جلد 5، صفحہ 366 2۔ تفسیر ماوردی، جلد 5، صفحہ 523 3۔ ایضاً

عطا نے کہا: بلکہ اس کا حکم ثابت ہے۔ یہ سب پہلے گزر چکا ہے۔ قشیری نے کہا: یہ آیت ام حکم بنت ابی سفیان کے حق میں نازل ہوئی وہ مرتد ہو گئی تھی اور اس نے اپنے خاوند عیاض بن غنم قرشی کو چھوڑ دیا۔ قریش میں سے اس کے علاوہ کوئی عورت مرتد نہیں ہوئی تھی پھر اسلام قبول کر لیا۔

شعبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: وہ کل چھ عورتیں تھیں جنہوں نے اسلام چھوڑا اور مشرکوں کے ساتھ جا ملی تھیں یہ مہاجر مسلمانوں کی بیویاں تھیں (1)۔ (۱) ام الحکم بنت ابی سفیان، یہ حضرت عیاض بن ابی شداد فہری کے عقد میں تھی۔ (۲) فاطمہ بنت ابی امیہ بن مغیرہ جو حضرت ام سلمہ کی بہن تھی۔ یہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عقد میں تھی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی تو اس نے انکار کیا اور مرتد ہو گئی۔ (۳) بروع بنت عقبہ یہ حضرت شماس بن عثمان کے عقد میں تھی۔ (۴) عبدہ بنت عبد العزیٰ یہ حضرت ہشام بن عاص کے عقد میں تھی۔ (۵) ام کلثوم بنت جرول یہ حضرت عمر بن خطاب کے عقد میں تھی۔ (۶) شہبہ بنت غیلان۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خاوندوں کو ان کے مہر مال غنیمت سے ادا کیے تھے۔ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اس چیز سے بچو کہ تم ان امور میں حد سے تجاوز کرو جس کا تمہیں حکم دیا گیا۔

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فَبَایِعْهُنَّ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝

"اے نبی (مکرم) جب حاضر ہوں آپ کی خدمت میں مومن عورتیں تاکہ آپ سے اس بات پر بیعت کریں کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بنائیں گی اور نہ وہ چوری کریں گی اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہیں لگائیں گی جھوٹا الزام جو انہوں نے گھڑ لیا ہو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان اور نہ آپ کی نافرمانی کریں گی کسی نیک کام میں تو (اے میرے محبوب) انہیں بیعت فرما لیا کرو اور اللہ سے ان کے لیے مغفرت مانگا کرو، بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

اس میں آٹھ مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر 1۔ **یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ** جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو مکہ مکرمہ کی عورتیں بیعت کرنے کے لیے آئیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ ان سے عہد لیں کہ وہ شرک نہیں کریں گی۔

صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ تھیں نے کہا: مومن عورتیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کرتیں تو ان کا امتحان اس آیت کے ساتھ لیا جاتا **یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ**۔ (2)

1۔ تفسیر کشاف، جلد 4، صفحہ 519

2۔ صحیح مسلم، کتاب الاجارہ، کیفیۃ بیعۃ النساء، جلد 2، صفحہ 131

مومنات میں سے جس نے اقرار کر لیا تو اس نے محنۃ کا اقرار کر لیا۔ جب وہ یہ اقرار کر لیتیں تو رسول اللہ ﷺ انہیں فرماتے: ''جاؤ میں نے تم سے بیعت لے لی ہے''۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کسی عورت کے ہاتھ کو مس نہیں کیا آپ نے صرف گفتگو کے ذریعے ان سے بیعت لی۔ حضرت عائشہ نے کہا: اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے کبھی بھی بیعت نہیں لی مگر اسی چیز کی جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ نے کبھی بھی کسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ جب رسول اللہ ﷺ ان سے بیعت لیتے تو یہ فرماتے: ''میں نے تم سے زبانی بیعت لے لی ہے۔'' یہ بھی روایت کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے بیعت لی جبکہ آپ ﷺ کے اور ان عورتوں کے درمیان کپڑا تھا آپ ان پر شرط لگاتے تھے۔ ایک قول یہ کیا گیا: جب آپ مردوں کی بیعت سے فارغ ہوئے تو آپ صفا پہاڑی پر بیٹھے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ آپ ﷺ سے تھوڑا نیچے حضرت عمر تھے۔ رسول اللہ ﷺ عورتوں پر شرط ذکر کرتے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان عورتوں پر اسے دہراتے تھے۔ ایک روایت یہ کی گئی: آپ ﷺ نے ایک عورت کی ذمہ داری لگائی جو صفا پر کھڑی ہوئی تو اس نے عورتوں سے بیعت لی۔ ابن عربی نے کہا: یہ ضعیف ہے (1)۔ چاہیے کہ اس چیز پر اعتماد کیا جائے جو صحیح میں ہے۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے کہا: جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے ایک گھر میں انصار کی عورتوں کو جمع کیا پھر حضرت عمر بن خطاب کو ہماری طرف بھیجا حضرت عمر دروازے پر کھڑے ہو گئے انہوں نے عورتوں کو سلام کیا اور عورتوں نے انہیں سلام کا جواب دیا۔ حضرت عمر نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کی جانب سے تمہیں پیغام پہچانے والا ہوں۔ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی۔ سب نے کہا: ہاں ٹھیک ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کمرے کے باہر سے اور ہم نے کمرے کے اندر سے اپنے ہاتھوں کو بڑھایا۔ پھر حضرت عمر نے کہا: اے اللہ گواہ رہنا۔ عمرو بن شعیب نے اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب عورتوں سے بیعت لیتے تو پانی کا ایک پیالہ لیتے اپنا ہاتھ اس میں رکھتے پھر عورتوں کو حکم دیتے کہ وہ اپنا ہاتھ اس میں رکھیں تو وہ اپنا ہاتھ اس پیالہ میں رکھتیں (2)۔

مسئلہ نمبر2۔ روایت بیان کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب کہا: ''تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گی۔'' ہند بنت عتبہ نے کہا جبکہ وہ نبی کریم ﷺ سے خوف کی وجہ سے نقاب میں تھی کہ کہیں آپ ﷺ اسے پہچان ہی نہ لیں۔ خوف کی وجہ سے اس کا وہ عمل تھا جو اس نے غزوہ احد کے موقع پر حضرت حمزہ کے ساتھ روا رکھا تھا: اللہ کی قسم! آپ ﷺ ہم سے ایسی باتوں کا وعدہ لے رہے ہیں جو آپ نے مردوں سے نہیں لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر اسلام اور جہاد پر بیعت لی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''وہ چوری نہیں کریں گی'' (3)۔ ہند نے کہا: ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہے میں اس کے مال سے ضرورت کی چیز لے لیتی ہوں۔ ابوسفیان نے کہا: وہ تیرے لیے حلال ہے۔ نبی کریم ﷺ ہنس پڑے اور اسے پہچان لیا۔ فرمایا: ''تو ہند ہے؟'' اس نے عرض کی: جو گزر چکا اللہ تعالیٰ اسے معاف کرے۔ پھر فرمایا: ''وہ بدکاری نہیں کریں گی''۔ ہند نے عرض کی: کیا آزاد عورت بھی بدکاری کرتی ہے؟ پھر فرمایا: ''وہ اپنی اولادوں کو قتل نہیں کریں گی، وہ بچوں کو

1۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1791　2۔ تفسیر کشاف، جلد 4، صفحہ 521　3۔ معالم التنزیل، جلد 5، صفحہ 368

زندہ درگور نہیں کریں گی اور جنین کو نہیں گرائیں گی"۔ ہند نے کہا: ہم نے ان بچوں کو چھوٹی عمر میں پالا اور جب وہ بڑے ہو گئے تو میدان بدر میں تم نے انہیں قتل کر دیا۔ تم اور وہ زیادہ بصیرت والے ہیں۔ مقاتل نے یہ نقل کیا ہے: ہم نے انہیں چھوٹی عمر میں پالا اور بڑی عمر میں تم نے انہیں قتل کیا تم اور وہ زیادہ جانتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہنس پڑے یہاں تک کہ پشت زمین پر جا لگی۔ حنظلہ بن ابی سفیان یہی ہند کا پہلا بیٹا تھا جو غزوہ بدر میں قتل ہوا تھا۔ پھر فرمایا: وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ کا معنی یہ ہے زبان سے چغل خوری کرنا۔ اور (بین) اَرْجُلِهِنَّ کا معنی ہے شرمگاہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ سے مراد بوسہ لینا اور ٹٹولنا اور بین ارجلهن سے مراد جماع ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد ہے کہ وہ کسی غیر کا بچہ اپنے خاوندوں کے ساتھ لاحق نہیں کریں گی؛ یہ جمہور کا قول ہے۔ عورت کوئی بچہ پاتی تو اسے اپنے خاوند کے ساتھ لاحق کر دیتی اور کہتی: یہ تجھ سے میرا بچہ ہے (1)۔ یہ بہتان اور افتراء ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: مابین یدیها و رجلیها یہ بچے سے کنایہ ہے کیونکہ اس کا بطن جس میں وہ بچے کو اٹھاتی ہے وہ اس کے سامنے ہوتا ہے اور وہ شرمگاہ جس سے وہ بچہ جنتی ہے وہ اس کی ٹانگوں کے درمیان ہوتا ہے۔

یہ حکم عام ہے اور بچے کو لانے اور اپنے خاوند کے ساتھ اسے لاحق کرنے کو شامل ہے۔ اگرچہ زنا سے نہی پہلے گزر چکی ہے۔ یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ جب ہند نے یہ سنا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! بہتان یہ قبیح امر ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حکم نہیں دیتے مگر سب سے بہترین امر اور مکارم اخلاق کا حکم دیتے ہیں۔ پھر فرمایا: وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ۔ قتادہ نے کہا: "وہ نوحہ نہیں کریں گی اور ان میں سے کوئی عورت خلوت اختیار نہیں کرے گی مگر ذی رحم محرم رشتہ کے ساتھ ہی"۔ مراد ہے غیر محرم کے ساتھ تنہائی میں وقت نہیں گزارے گی۔ سعید بن مسیب، محمد بن سائب اور زید بن اسلم نے کہا: "وہ چہرے کو نہیں نوچیں گی، وہ گریبان نہیں پھاڑیں گی، وہ ہائے ہلاکت وغیرہ کا واویلا نہیں کریں گی، وہ شعر نہیں پڑھیں گی، وہ ذی رحم محرم رشتہ دار کے سوا مردوں سے گفتگو نہیں کریں گی"۔

حضرت ام عطیہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم نوحہ کے متعلق ہے، یہ حضرت ابن عباس کا قول ہے۔ شہر بن حوشب نے حضرت ام سلمہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں: اس سے مراد نوحہ ہے (2)۔

مصعب بن نوح نے کہا: میں ایک ایسی بوڑھی سے ملا جو ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی اس نے مجھے وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ کی تفسیر کے حوالے سے حدیث بیان کی کہ مراد نوحہ ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت مروی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی یُبَایِعْنَكَ عَلٰۤى اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْــٴًـا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ وَ لَا یَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا یَاْتِیْنَ بِبُهْتَانٍ یَّفْتَرِیْنَهٗ بَیْنَ اَیْدِیْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ وَ لَا یَعْصِیْنَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ فرمایا: "اس سے مراد نوحہ ہے" (3)۔ کہا: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مگر آل فلاں کیونکہ انہوں نے دور جاہلیت میں

1۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 43 2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجنائز، النهی عن النیاحۃ، صفحہ 114

3۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، النهی عن النیاحۃ، جلد 1، صفحہ 304

میری مدد کی تھی۔ اس عورت سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت کے ساتھ ہم سے یہ وعدہ بھی لیا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی۔ ہم میں سے پانچ عورتوں کے سوا کسی نے بھی ان سے وفا نہ کی۔ حضرت ام سلیم، حضرت ام العلاء، حضرت بنت ابی سرہ جو حضرت معاذ کی زوجہ تھیں یا حضرت بنت ابی سرہ، حضرت معاذ کی زوجہ رضوان اللہ علیہن۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہاں معروف سے مراد اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت ہے؛ یہ قول میمون بن مہران کا ہے۔ بکر بن عبد اللہ مزنی نے کہا: وہ کسی ایسے امر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی نہیں کریں گی جس میں ان کے لیے ہدایت کا پہلو ہو۔ کلبی نے کہا: یہ ہر معروف میں عام ہے جس کا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے حکم دیا(1)۔ یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ حضرت ہند نے اس وقت کہا: ہم اس مجلس میں نہ بیٹھتیں اگر ہمارے دلوں میں کوئی ایسی بات ہوتی کہ ہم آپ کے کسی معاملہ میں نافرمانی کریں۔

مسئلہ نمبر 3۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بیعت کی صفت میں کئی امور ذکر کیے ہیں ان امور میں دین میں جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان کی وضاحت کی گئی اور امر کے ارکان ذکر نہیں کیے گئے وہ بھی چھ چیزیں ہیں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی، نماز، زکوٰۃ، روزہ، حج اور جنابت سے غسل، اس کی وجہ یہ ہے کہ نہی ہر زمانہ اور ہر حال میں قائم رہتی ہے تو دائمی رہنے والی چیزوں پر تنبیہ زیادہ موکد ہوتی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: جن امور سے منع کیا گیا ہے عورتوں میں یہ بہت زیادہ ہوتی ہیں اور نسب کا شرف انہیں اس سے نہیں روکتا، اس لیے انہیں خصوصی طور پر ذکر کیا گیا؛ اس کی مثل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو آپ نے عبد القیس کے وفد سے فرمایا: ''میں تمہیں دباء (کدو سے بنا برتن) حنتم (روغنی گھڑا) نقیر (کھجور کے تنے سے بنا برتن) اور مزفت (تارکول ملا برتن) سے منع کرتا ہوں''(2)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے گناہوں سے نہی کے بجائے صرف شراب پینے سے منع کیا کیونکہ یہی ان کی پسندیدہ چیز اور عادت تھی۔ جب انسان نافرمانیوں میں سے پسندیدہ امر کو ترک کرتا ہے تو اس کے لیے باقی شہوتوں کو چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے۔

مسئلہ نمبر 4۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت میں وَلَا يَسْرِقْنَ فرمایا: حضرت ہند نے عرض کی: یا رسول اللہ! ابو سفیان بخیل آدمی ہے۔ کیا مجھ پر گناہ ہوگا کہ میں اس کے مال سے اتنا لے لوں جو میرے اور میری اولاد کے لیے کافی ہو؟ فرمایا: ''نہیں مگر معروف طریقہ سے''(3)۔ حضرت ہند کو خوف ہوا کہ اگر اس نے اسی مال پر اکتفاء کیا جتنا حضرت ابو سفیان اسے دیتے ہیں تو وہ تو ضائع ہو جائے گی یا اس سے زیادہ لیا تو وہ چوری کرنے والی اور مذکورہ بیعت کو توڑنے والی ہو جائے گی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: ''تو معروف طریقہ سے جو لے گی اس میں کوئی حرج نہیں'' یعنی جب وہ ضرورت سے زائد نہ لے تو کوئی حرج نہیں۔ ابن عربی نے کہا: یہ اس مال کے بارے میں ہوگا جو خاوند اس سے چھپا کر نہیں رکھتا اور اسے تالے میں نہیں رکھتا۔ جب بیوی اس تالے کو توڑے اور مال اس سے لے تو وہ چوری ہوگی، اس کی وجہ سے وہ گناہ گار ہوگی اور اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 5، صفحہ 526
2۔ صحیح بخاری، کتاب الاعتصام۔ الاعتصام بالکتاب والسنۃ، جلد 2، صفحہ 1079
3۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1795

مسئلہ نمبر 5۔ حضرت عبادہ بن صامت نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کا عہد لیا جس طرح عورتوں سے عہد لیا کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، کسی کے ساتھ بدکاری نہیں کرو گے، اپنی اولادوں کو قتل نہیں کرو گے، تم ایک دوسرے کے خلاف جادو نہیں کرو گے اور جو نیکی کا تمہیں حکم دیا جائے گا اس میں تم نافرمانی نہیں کرو گے۔ ابن بحر اور دوسرے علماء نے کہا: **وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ** سے مراد وہ جادو نہیں کریں گے۔ بہتان سے مراد جادو ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ **يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَأَرْجُلِهِنَّ** جمہور علماء کی رائے یہ ہے کہ بہتان سے مراد وہ بچہ ہے **يَفْتَرِينَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ** جسے وہ لقیط کے طور پر لے **وَأَرْجُلِهِنَّ** جس کو وہ بدکاری سے جنے۔ یہ بحث پہلے گزر چکی ہے۔

مسئلہ نمبر 6۔ **وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ** بخاری شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **وَلَا يَعْصِينَكَ فِي مَعْرُوفٍ** کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے فرمایا: یہ ایسی شرط ہے جو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لیے مقرر کی ہے جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے معنی میں اختلاف کیا گیا ہے(1)۔ صحیح یہ ہے کہ یہ عام ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بھی حکم دیا ہے اور جن سے منع کیا ہے ان کو جامع ہے اس میں نوحہ، کپڑے پھاڑنا، بال کاٹنا اور غیر محرم کے ساتھ خلوت کرنا شامل ہے۔ یہ سب گناہ کبیرہ اور دور جاہلیت کے افعال ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو مالک اشعری سے روایت مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میری امت میں چار امور دور جاہلیت سے تعلق رکھتے ہیں ان میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کا بھی ذکر کیا'' (2)۔ یحییٰ بن ابی کثیر، ابو سلمہ سے اور وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ان نوحہ کرنے والیوں کی قیامت کے روز دو صفیں بنائی جائیں گی ایک صف دائیں جانب اور ایک صف بائیں جانب ہوگی وہ اس دن میں یوں بھونکیں گی جس طرح کتے بھونکتے ہیں جو دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا پھر انہیں جہنم میں ڈالنے کا حکم دیا جائے گا''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''فرشتے نوحہ کرنے والی اور چیخنے والی کے لیے رحمت طلب نہیں کرتے''۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک عورت کو نوحہ کرتے ہوئے سنا آپ اس کے پاس آئے اس کو درے سے مارا یہاں تک کہ اس کی اوڑھنی اس کے سر سے نیچے گر گئی۔ عرض کی گئی: اے امیر المومنین! عورت، عورت اس کی اوڑھنی گر گئی ہے۔ فرمایا: اس کی کوئی حرمت نہیں۔ ثعلبی نے تمام کی سندیں ذکر کی ہیں۔ جہاں تک **فِي مَعْرُوفٍ** کا ارشاد ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے فرمان **وَلَا يَعْصِينَكَ** میں قوت ہے اس میں دو قول ہیں۔ (۱) یہ تاکید کے انداز میں معنی کی تفسیر ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: **قُلْ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ** (الانبیاء: 112) کیونکہ اگر احکم فرماتا تو یہ بھی کافی ہوتا۔ (۲) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت میں معروف کی شرط لگائی تاکہ اس امر پر تنبیہ ہو کہ کوئی اور اس شرط کا زیادہ مستحق ہے، اس پر یہ چیز لازم ہے اور اشکال کی نفی کرنے والی ہے۔

مسئلہ نمبر 7۔ امام بخاری نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھے۔ فرمایا: ''کیا تم میری اس پر بیعت کرتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤ گے، تم بدکاری نہیں کرو

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 727

2۔ صحیح مسلم، کتاب الجنائز، الوعید فی النیاحۃ اذا لم یتب، جلد 1، صفحہ 303

گے اور تم چوری نہیں کرو گے'' (1)۔ سورۂ نساء کی آیت کی تلاوت کی۔ آیت کے ساتھ ان الفاظ کا اضافہ کیا: ''جس نے اس عہد کو پورا کیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے اور جس نے کوئی غلطی کی تو اسے سزا دی گئی تو وہ اس کا کفارہ بن جائے گی اور جس نے کوئی غلطی کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی کی تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے چاہے تو اسے عذاب دے اور چاہے تو اسے بخش دے''۔

صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں عید الفطر کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا سب خطبہ سے پہلے نماز پڑھتے تھے پھر خطبہ دیا کرتے تھے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اترے گویا میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے لوگوں کو بٹھا رہے ہیں پھر لوگوں کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے یہاں تک کہ حضرت بلال کے ساتھ عورتوں تک پہنچے (2) اور یہ آیت تلاوت کی يَاَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَيْـًٔا وَّ لَا يَسْرِقْنَ وَ لَا يَزْنِيْنَ وَ لَا يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَ لَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَ اَرْجُلِهِنَّ یہاں تک کہ آیت سے فارغ ہوئے۔ جب فارغ ہوئے تو فرمایا: ''تم اس پر ہو؟'' ایک عورت نے جواباً عرض کیا اس کے علاوہ کسی نے بھی جواب نہ دیا: ہاں یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم۔ حسن بن مسلم راوی نہیں جانتا کہ وہ عورت کون تھی۔ کہا: عورتوں نے صدقہ کیا۔ حضرت بلال نے اپنا کپڑا پھیلا دیا، عورتیں اپنے چھلے اور انگوٹھیاں حضرت بلال کے کپڑے میں ڈالنے لگیں۔ الفاظ بخاری کے ہیں۔

مسئلہ نمبر 8۔ مہدوی نے کہا: تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ امام کے لیے ضروری نہیں کہ وہ عورتوں پر یہ شرط لگائے اس کا حکم دینا مستحب ہے لازم نہیں۔ بعض اہل نظر نے کہا: جب امتحان (جانچ پڑتال) کی ضرورت ہو کیونکہ دار دور ہے تو اس امتحان (جانچ پڑتال) کا قائم کرنا مسلمانوں کے امام پر ضروری ہوگا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ اَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ ﴿۱۳﴾

''اے ایمان والو! نہ بناؤ دوست ان لوگوں کو، غضب فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے جن پر یہ آخرت (کے ثواب سے) مایوس ہو گئے ہیں جیسے وہ کفار مایوس ہو چکے ہیں جو قبروں میں ہیں''۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ۔ قَوْمًا سے مراد یہودی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان فقراء میں سے کچھ لوگ یہودیوں کو مومنوں کی خبریں دیتے اور ان کے ساتھ تعلقات قائم کرتے اس طرح ان سے کچھ پھل حاصل کر لیتے تو انہیں اس امر سے منع کیا گیا۔

قَدْ يَئِسُوْا مِنَ الْاٰخِرَةِ مراد یہودی ہیں: یہ ابن زید کا قول ہے ایک قول یہ کیا گیا ہے۔ اس سے مراد منافق ہیں۔ حضرت حسن بصری نے کہا: مراد یہود و نصاریٰ ہیں (3)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: اس کا معنی ہے انہوں نے آخرت

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 727 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر ماوردی، جلد 5، صفحہ 526

کے لیے عمل کو ترک کر دیا اور دنیا کو ترجیح دے دی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کا معنی ہے وہ آخرت کے ثواب سے مایوس ہو گئے (1)؛ یہ مجاہد کا قول ہے: كَمَا يَئِسَ الْكُفَّارُ مِنْ أَصْحٰبِ الْقُبُوْرِ۝ یعنی زندہ کافر اصحاب قبور کے بارے میں مایوس ہو چکے ہیں کہ وہ ان کی طرف پلٹ کر آئیں گے؛ یہ حضرت حسن بصری اور قتادہ کا قول ہے۔ ابن عرفہ نے کہا: اس کا مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہا: وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ (الجاثیہ: 24) ہمیں زمانہ ہی ہلاک کرتا ہے۔ مجاہد نے کہا: اس کا معنی ہے جس طرح وہ کفار مایوس ہو گئے جو قبروں میں ہیں کہ وہ دنیا کی طرف لوٹیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اللہ تعالیٰ نے سورت کا اختتام بھی اسی چیز سے کیا جس سے سورت کو شروع کیا تھا کہ کفار کے ساتھ دوستی کو ختم کر دیا جائے۔ یہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کو خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ارادہ فرماتا ہے کہ قریش کے کفار آخرت کی بھلائی سے یوں مایوس ہو گئے ہیں جس طرح وہ کفار جو قبروں میں دفن ہیں آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو گئے ہیں (2)۔ قاسم بن ابی بزہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا: کفار میں سے جو فوت ہو چکا ہے وہ بھلائی سے مایوس ہو گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

1۔ معالم التنزیل، جلد 5، صفحہ 370 2۔ تفسیر الماوردی، جلد 5، صفحہ 526